صحیح مسلم کے ابواب وتراجم

از: مولانا کامران اجمل
جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ محمد یوسف
بنوری ٹاؤن کراچی، پاکستان

حسن ترتیب اور مضامین وموضوعات کی تقسیم ہر کتاب کی نہ صرف ضرورت ہوتی ہے؛ بلکہ اس سے استفادہ کی آسانی اور مطلوبہ مضمون وموضوع تک رسائی کا ذریعہ بھی بنتی ہے۔

موضوعات کے اعتبار سے کتابوں کی تقسیم کا ثبوت خود آسمانی کتابوں سے بھی ملتا ہے؛ بلکہ ان کتابوں کو اس چیز کے لیے بنیاد کہنا چاہیے، مثلاً: زبور سے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس کے موضوعات ومضامین مواعظ وحکم کے عنوان کے تحت آتے ہیں، یعنی وہ مواعظ وحکم کی کتاب ہے؛ جبکہ تورات وانجیل میں کئی موضوعات تھے، جو مواعظ وحکم کے علاوہ احکام وآداب وغیرہ سے متعلق تھے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآنِ کریم کے ساتھ جب موضوعات کے اعتبار سے سابقہ کتابوں کا مقارنہ کیا جاتا ہے تو تورات وانجیل کو مقدم ذکر کیا جاتا ہے؛ کیونکہ ان دونوں کتابوں میں موضوعات کی تقسیم اور تنوع کا سلسلہ قرآنِ کریم کے قریب قریب ہے۔ (۱)

پھر قرآن کریم میں بھی (سورتوں کی شکل میں) عنوانات موجود ہیں اور یہ عنوانات (سورتوں کے نام) اجتہادی نہیں؛ بلکہ توقیفی ہیں، (۲) کیونکہ جب بھی کوئی آیت نازل ہوتی تو رسول اللہ ﷺ صحابۂ کرامؓ سے فرماتے کہ اس آیت کو فلاں سورت میں فلاں آیت کے ساتھ لکھ دو۔ (۳)

معلوم ہوا کہ قرآن میں عنوانات موجود ہیں؛ لیکن قرآن کریم صرف فقہ یا احکام کی کتاب نہیں؛ بلکہ یہ کتاب عام ہدایت کے لیے نازل کی گئی ہے؛ اس لیے اس کے عنوانات میں بجائے فقہی ترتیب کے عام ترتیب اختیار کی گئی ہے۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے صحابۂ کرامؓ کو جو مسائل واحکامات لکھوائے، وہ بھی خاص مسائل پر مشتمل تھے، مثلاً: بعض صحابۂ کرامؓ کے پاس دیت کے مسائل تھے۔ (۴) بعض کے پاس زکوٰۃ سے متعلق مسائل تھے۔ (۵) ان پر اگر عنوانات قائم نہ بھی

کیے گئے ہوں؛ لیکن اتنی بات ضرور ہے کہ یہ مسائل یکجا تھے اور صحابۂ کرامؓ نے انھیں خاص نام دیے تھے۔ (۶) پھر اس کے بعد ائمۂ کرامؒ نے جو تصانیف فرمائیں، وہ بھی ابواب پر مشتمل تھیں؛ مگر ابواب کی موجودہ فقہی ترتیب علمائے احنافؒ کا کارنامہ ہے۔(۷) پھر امام مالکؒ نے یہ ترتیب اختیار کی اور یہی ترتیب چلتی رہی، حتیٰ کہ امام بخاریؒ کے ابواب وتراجم ان کا خاصہ شمار ہونے لگے اور ان پر باقاعدہ کتابیں لکھی گئیں، تاہم صحیح مسلم کے ابواب کے بارے میں آرا مختلف رہیں کہ اس میں قائم کردہ ابواب امام مسلمؒ کے ہیں یا نہیں، اگرچہ بالاتفاق امام مسلمؒ نے احادیث کو ابواب کی ترتیب پر ذکر کیا، جس میں وہ (بعض کے ہاں) امام بخاریؒ سے سبقت لے گئے؛ کیونکہ امام مسلمؒ نے اس عمدہ انداز میں احادیث کو ذکر کیا ہے کہ ان کی کتاب سے استفادہ بہ نسبت امام بخاریؒ کی کتاب کے آسان ہے، (۸) کیونکہ امام بخاریؒ نے استنباطِ مسائل کے لیے احادیث کے اجزا کو مختلف ابواب کے تحت ذکر کیا ہے جس سے استفادہ مشکل ہے؛ جبکہ امام مسلمؒ نے تمام روایتیں یکجا جمع کردیں، جس کی وجہ سے استفادہ آسان ہے۔(۹)

صحیح مسلم کے ابواب وتراجم

صحیح مسلم کے عنوانات کس نے قائم کیے ہیں؟ اس بارے میں تین قسم کی رائیں ہیں:

پہلی رائے

دکتور یحییٰ اسماعیل کا خیال ہے کہ صحیح مسلم کے ابواب خود امام مسلمؒ کے قائم کردہ ہیں اور یہ کہنا کہ امام مسلمؒ نے ابواب قائم نہیں کیے، طلبہ کی عمومی اور متخصصینِ علومِ حدیث کی خصوصی غلطی ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

”أن الإکمال کشف عما جاء فی بعض النسخ لصحیح مسلم من تبویب وتراجم غابت عن کثیرٍ من الشراح الذین تناولوا النسخ غیر المبوبة، حتی ذاع –خطأ– بین طلبة العلم بعامة، والمتخصصین فی الحدیث وعلومه بخاصة، أن مسلما لم یبوّب کتابه وأن البخاری فضل علیه فی ذلک، وذلک فی مثل ما جاء فی کتاب الطهارة، باب التطییب بعد الغسل من الجنابة، قال: عقبه القاضی: وبذلک بطل من ادعی أن مسلما لم یبوب کتابه“.(۱۰)

ان کا استدلال قاضی عیاضؒ کی درج ذیل عبارت سے ہے:

"قال القاضی: ترجم البخاری علی الحدیث: من بدأ بالحلاب والطیب، وقد وقع لمسلم فی بعض تراجمه من بعض الروایات مثل ترجمة البخاری علی هذا الحدیث، ونصه: باب التطییب بعد الغسل من الجنابة". (۱۱)

اس عبارت سے موصوف کا استدلال ہے کہ مذکورہ ابواب خود امام مسلمؒ کے قائم کردہ ہیں۔

علامہ لکھنویؒ نے "سباحة الفکر" میں ایک عبارت ذکر کی ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی اس بات کے قائل تھے، لکھتے ہیں:

"وإلی هذا أشار مسلمٌ فی صحیحه بعنوان الباب". (۱۲)

دوسری رائے

یہ ہے کہ صحیح مسلم میں موجود کتب کے عنوانات خود امام مسلمؒ نے لگائے ہیں اور ذیلی عنوانات امام مسلمؒ نے خود نہیں لگائے۔ ابوعبیدہ مشہور بن حسن فرماتے ہیں:

"ومن الجدیر بالذکر أن مسلماً هو الذی وضع عناوین الکتب الرئیسة فی صحیحه". (۱۳)

ان کا استدلال ان کتب میں موجود عنوانات سے ہے، جو انتہائی مقدم مصنّفین کی لکھی ہوئی ہیں:

"ولذا تجد أن لها ذکراً فی کتب الأقدمین". (۱۴)

جیسا کہ رجال مسلم پر کلام کرنے والے پانچویں صدی ہجری کے عالم ابن منجویہؒ (۳۴۷-۴۲۸ھ) کی کتاب سے معلوم ہوتا ہے۔ لکھتے ہیں:

"أحمد بن محمد بن حنبل...... روی عن: محمد بن جعفر غندر فی الإیمان، وعن هشیم بن بشیر فی الإیمان، وعن معتمر بن سلیمان فی الصلاة والجهاد". (۱۵)

دوسری جگہ فرماتے ہیں:

"ثابت بن الضمان...... روی عنه أبو قلابة فی الإیمان وعبد الله بن معقل فی البیوع". (۱۶)

کتاب کے شروع سے آخر تک تمام راویوں کا ذکر فرما کر یہ نشاندہی کی ہے کہ ان کی روایت فلاں کتاب میں ذکر ہے اور وہ رواۃ انھیں کتب میں موجود ہیں جن کا ذکر موصوف نے کیا

ہے؛ البتہ بعض مقامات پر ابن منجویہؒ کے عنوانات اور صحیح مسلم کے مطبوعہ نسخہ کے عنوانات میں کچھ فرق پایا جاتا ہے، جس کی طرف "الإمام مسلم بن الحجاج ومنهجه فى الصحيح وأثرها فى علم الحديث" کے مؤلف نے اشارہ کیا ہے۔(۱۷)

تیسری رائے

یہ ہے کہ امام مسلمؒ نے نہ کتب کے عنوانات خود لگائے ہیں اور نہ ہی ابواب کے؛ بلکہ یہ کاوش امام نوویؒ کی ہے۔ امام نوویؒ لکھتے ہیں:

"إن مسلما رتب كتابه على الأبواب، فهو مبوَّب فى الحقيقة، ولكنه لم يذكر تراجم أبواب فيه لئلا يزداد حجمُ الكتاب أو لغير ذلك وقد ترجم جماعة أبوابه بتراجم بعضها جيد و بعضها ليس بجيد إما لقصور فى عبارة الترجمة أو لركاكة فى لفظها وإما لغير ذلك وأنا أحرص على التعبير عنها بعبارات تليق بها فى مواطنها".(۱۸)

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کا بیان ہے:

"واعلم أن صحيح مسلم قد قرئ على جامعه مع خلو أبوابه عن التراجم".

پھر امام نوویؒ کی مذکورہ بالا عبارت کو بعینہ نقل فرما کر آگے لکھتے ہیں:

"والإنصاف أنه لم يترجم إلى اليوم بما يليق بشأن هذا المصنف الجليل".(۱۹)

ہمارے ہاں برِصغیر پاک وہند میں بھی یہی بات رائج اور مشہور ہے کہ صحیح مسلم کے ابواب امام نوویؒ نے قائم کیے ہیں؛ لیکن یہ بات کس حد تک صحیح ہے، اسے ہم آگے ذکر کریں گے۔

پہلی رائے پر تبصرہ

جہاں تک پہلی رائے کا تعلق ہے، تو وہ کئی وجوہات کی بنا پر درست معلوم نہیں ہوتی۔

پہلی وجہ

خود قاضی عیاضؒ نے ذکر فرمایا ہے کہ

"وقد وقع لمسلم فى بعض تراجمه من بعض الروايات مثل ترجمة البخارى".(۲۰)

اس عبارت سے یہ بات واضح ہوگئی کہ یہ عنوانات بعض حضرات کی روایت میں ہیں، دیگر نسخوں میں نہیں ہیں؛ لیکن دکتور یحییٰ اسماعیل نے اپنے مقدمہ میں قاضی عیاضؒ کی عبارت سے

عجیب استدلال کیا ہے، موصوف کا بیان ہے:

”إن الإكمال كشف عما جاء في بعض النسخ لصحيح مسلم من تبويب وتراجم، غابت عن كثير من الشراح الذين تناولوا النسخ غير المبوبة“.(۲۱)

ملاحظہ فرمائیے کہ عبارت میں خود ذکر کیا ”في بعض النسخ“ کہ یہ عنوانات بعض نسخوں میں ہیں، اکثر میں نہیں، جیسا کہ خود صراحت کی کہ ”غابت عن كثير من الشراح“ اس کے باوجود دعوی یہ کیا کہ ”یہ کہنا کہ صحیح مسلم کے ابواب امام مسلمؒ نے نہیں لگائے، غلطی ہے“۔

یہ استدلال عجیب اس اعتبار سے ہے کہ موصوف نے خود ذکر کیا کہ اکثر شراح کے نسخوں میں عنوانات موجود نہیں، پھر ان اکثر کے مقابلے میں ایک قاضی عیاضؒ کے نسخے میں موجود ہونے سے ترجیح کیسے ثابت ہوئی؟

ایک وجہ ترجیح جو دکتور موصوف نے ذکر کی ہے، وہ یہ ہے کہ قاضی عیاضؒ کے پاس امام مسلمؒ کے شاگردوں کا نسخہ تھا، جس سے انہوں نے صحیح مسلم کو لیا ہے اور اس میں یہ ابواب موجود ہیں:

”لقد حصل القاضي صحيح مسلم المسمى عنده ”المسند الصحيح المختصر من السنن،، من نسختين: أولاهما: نسخة الجلودي، وهي رواية عن إبراهيم بن سفيان المروزي عن الإمام مسلم، وهي النسخة المعتمدة المشهورة۔ الثانية: نسخة القلانسي“.(۲۲)

لیکن یہ بات ترجیح کا سبب نہیں بن سکتی؛ کیونکہ ممکن ہے کہ مذکورہ ابواب امام مسلمؒ کے کسی شاگرد نے لگائے ہوں، نہ کہ امام مسلم نے اور اس پر یہ دلیل بھی ہے کہ دیگر حضرات کے ہاں یہ عنوانات موجود نہیں۔

دوسری وجہ

قاضی عیاضؒ (۵۴۴ھ) کے علاوہ دیگر علماء کی رائے یہی ہے کہ صحیح مسلم ابواب وتراجم سے خالی ہے، جیسا کہ ابن صلاحؒ، علامہ سیوطیؒ اور دیگر حضرات نے ذکر کیا ہے۔ علامہ ابن صلاحؒ (۶۴۳ھ) لکھتے ہیں:

”ثم إن مسلماً رحمه الله وايانا رتب كتابه على الأبواب فهو مبوب في الحقيقة، ولكنه لم يذكر فيه تراجم الأبواب، لئلا يزداد بها حجم الكتاب أو لغير ذلك وتحريه رحمه الله فيه ظاهر“. (۲۳)

امام بقاعیؒ (۸۸۵ھ) فرماتے ہیں:

”انه ليس فيه (مسلم) بعد خطبته الا الحديث الصحيح مسروداً، غير ممزوج بمثل ما فى كتاب البخارى فى تراجم أبوابه من الأشياء التى لم يسندها على الوصف المشروط فى الصحيح، فهذا لابأس به“.(۲۴)

علامہ سیوطیؒ (۹۱۱ھ) کا بیان ہے:

”ان كتاب مسلم يترجح بأنه لم يمازجه غير الصحيح فإنه ليس فيه بعد الخطبة إلا الحديث الصحيح مسروداً غير ممزوج بمثل ما فى كتاب البخارى فى تراجم أبوابه من الأشياء التى لم يسندها على الوصف المشروط فى الصحيح“.(۲۵)

امیر صنعانیؒ (۱۱۸۲ھ) تحریر فرماتے ہیں:

”تفضيل صحيح مسلم إن كان المراد به أن كتاب مسلم يترجح بأنه لم يمازجه غير الصحيح، قال ابن الصلاح: فانه ليس فيه بعد خطبته إلا الحديث الصحيح مسروداً غير ممزوج“.(۲۶)

بلکہ خود قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں:

”قال الشيخ المحدث أبو مروان الطبنى كان من شيوخى من يفضل كتاب مسلم على كتاب البخارى“.(۲۷)

اس عبارت میں تفضیل کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ سیوطیؒ فرماتے ہیں:

”وقد وجدت تفسير هذا التفضيل فى فهرست أبى محمد القاسم التجيبى قال كان أبومحمد بن حزم يفضل كتاب مسلم على كتاب البخارى، لأنه ليس فيه بعد خطبته إلا الحديث السرد وعندى أن ابن حزم هذا، هو شيخ الطبنى الذى أبهمه القاضى عياضؒ“.(۲۸)

یہی بات علامہ لکھنویؒ (۱۳۰۴ھ) نے لکھی: ”كان أبومحمد بن حزم يفضل كتاب مسلم على كتاب البخارى“۔(۲۹)

علامہ سیوطیؒ دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں:

”ثم إنه سلك فى كتابه طريقةً حسنةً بحيث فضل بسببها على صحيح البخارى وذلك إنه يجمع المتون بطرقها فى موضع واحد ولا يفرقها فى الأبواب،

ويسوقها تامةً ولايقطعها فى التراجم، ويحافظ على الاتيان بلفظها ولايروى بالمعنى ولم يخلط معها شيأً من أقوال الصحابة ومن بعدهم، حتى و لا الأبواب والتراجم -كل ذلك حرصا على أن لايدخل فى الحديث غيره، فليس فيه بعد المقدمة إلا الحديث السرد، ومايوجد فى نسخه من الأبواب مترجمة فليس من صنع المؤلف".(۳۰)

پھر قاضی عیاضؒ کی سابقہ عبارت اور علامہ سیوطیؒ کی وضاحت سے یہ بات معلوم ہوئی کہ خود قاضی عیاضؒ نے تفضیل مسلم کا مسئلہ ذکر کیا اور اس پر رد بھی نہیں کیا، جو دلیل ہے کہ اس قدر تفضیل کے قاضی صاحبؒ بھی قائل تھے، لہذا یہ دعوی کرنا کہ قاضی عیاضؒ اس بات کے قائل ہیں کہ مسلم کے ابواب خود امام مسلمؒ نے قائم کیے، درست معلوم نہیں ہوتا۔

یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ دکتور یحی اسماعیل نے قاضی عیاضؒ کی طرف جو عبارت منسوب کی ہے کہ قاضی عیاضؒ نے "باب التطييب بعد الغسل من الجنابة" میں فرمایا ہے کہ "وبذلك بطل من ادعى أن مسلما لم يبوب كتابه"۔(۳۱) مذکورہ عبارت اکمال المعلم میں اس باب کے تحت نہیں ملی؛ حالانکہ یہ نسخہ خود دکتور موصوف کی تحقیق کے ساتھ شائع ہوا ہے، پھر بھی یہ عبارت اس میں نہ ملی، ممکن ہے کہ بعض نسخوں میں ہو؛ لیکن اس کی طرف دکتور موصوف کو اشارہ کرنا چاہیے تھا؛ لیکن موصوف نے اشارہ بھی نہ کیا، لہذا معلوم یہ ہوتا ہے کہ یہ عبارت قاضی صاحبؒ کی نہیں؛ بلکہ ان کی عبارت سے دکتور موصوف نے نتیجہ نکالا ہے، جو کہ درست نہیں۔

تیسری وجہ

مسلم شریف کے مخطوطات اور اسی طرح شارحین کے ابواب میں اس قدر تفاوت کا پایا جانا بھی دلیل ہے کہ یہ عنوانات امام مسلمؒ کے لگائے ہوئے نہیں ہیں، مثلا: علامہ ابوالعباس قرطبی کے عنوانات الگ ہیں، امام نوویؒ اور علامہ اُبّیؒ کے عنوانات الگ ہیں۔

مخطوطات میں ابن خیر کا نسخہ جو سب سے نفیس مخطوطہ شمار ہوتا ہے(۳۲) اور مکتبۃ القرویین میں موجود ہے، اس میں موجود عنوانات امام نوویؒ کے عنوانات سے مختلف اور زائد ہیں، مثلاً: کتاب التفسیر میں مطبوعہ نسخوں میں ذیلی کوئی عنوان نہیں؛ جبکہ ابن خیر کے مخطوطہ میں کتاب التفسیر میں کئی ابواب قائم کیے گئے ہیں۔

رہی بات علامہ لکھنویؒ کی "سباحة الفكر" میں ذکر کردہ عبارت کی تو ممکن ہے کہ

موصوف کو ذہول ہوگیا ہو؛ کیونکہ ماقبل میں صحیح مسلم کی صحیح بخاری پر فضیلت کے وجوہات میں یہ بات ان کے حوالے سے گزر چکی کہ امام مسلمؒ کی کتاب میں ابواب نہیں۔

دوسری رائے پر تبصرہ

دوسری رائے ممکن ہے کہ کسی حد تک درست ہو، اسی وجہ سے ان کے قریب زمانے کے مصنفین کی کتابوں میں بھی موٹے موٹے عنوانات کا ذکر ہے، جیسا کہ ماقبل میں ابن منجویہؒ (۴۲۸ھ) کے حوالہ سے گزرا؛ لیکن یہ بات یقین سے اس لیے نہیں کہی جاسکتی ہے کہ جس طرح یہ امکان ہے کہ امام مسلمؒ نے عنوانات لگائے ہوں، یہ بھی امکان ہے کہ یہ عنوانات ان کے کسی شاگرد نے لگائے ہوں؛ کیونکہ ابن منجویہؒ براہِ راست امام مسلمؒ کے شاگرد نہیں؛ بلکہ بعد کے ہیں اور ان تک پہنچے ہوئے مخطوطات امام مسلمؒ کے شاگردوں یا ان کے بھی بعد کے لکھے ہوئے ہوں گے۔

تیسری رائے پر تبصرہ

تیسری رائے سے متعلق عرض یہ ہے کہ اتنی بات تو واضح ہے کہ صرف امام نوویؒ نے صحیح مسلم کے ابواب نہیں باندھے؛ بلکہ ان سے پہلے بھی صحیح مسلم کے عنوانات لگائے گئے ہیں، جیسا کہ ماقبل میں ذکر ہوا؛ البتہ یہ کہنا بے جا نہیں کہ ہمارے ہاں متداول نسخے کے عنوانات امام نوویؒ کے ہوں؛ کیونکہ خصوصاً ہمارے دیار میں بعد کے علماء نے صحیح مسلم کو امام نوویؒ کی شرح کے ساتھ شائع کیا ہے؛ اس لیے ان کی طرف نسبت کی گئی ہے، ورنہ عنوانات لگانے والے اور حضرات بھی ہیں؛ بلکہ علامہ سیوطیؒ نے بعض اہلِ اندلس سے نقل کیا ہے کہ صحیح مسلم کے عنوانات قاضی عیاضؒ نے لگائے ہیں، ملاحظہ ہو:

"وذکر ابن دحیة فی شرح التحریر أن الذی ترجم أبوابه القاضی". (۳۳)

اسی طرح ابو العباس احمد بن عمر القرطبیؒ (۶۵۶ھ) نے مسلم کے ابواب ذکر کیے ہیں، ملا کاتب چلپیؒ فرماتے ہیں:

"شرح أبی العباس أحمد بن عمر بن إبراهیم القرطبی المتوفی سنة ست وخمسین وستمائة وهو شرح علی مختصره له، ذکر فیه أنه لما لخصه ورتبه وبوبه شرح غریبه ونبه علی نکت من اعرابه". (۳۴)

بلکہ صاحب کشف الظنون کے مطابق مسلم کے ابواب کئی حضرات نے لگائے ہیں۔ لکھتے ہیں: "إن مسلماً رتب کتابه علی الأبواب ولکنه لم یذکر تراجمَ الابواب و قد ترجم جماعة أبوابه"۔(۳۵)

معلوم ہوا مسلم کے ابواب وغیرہ کے عنوانات لگانے والے صرف امام نوویؒ نہیں ہیں؛ بلکہ ان سے پہلے بھی عنوانات لگائے گئے ہیں، جیسا کہ قاضی عیاضؒ متوفی ۵۴۴ھ اور ابوالعباس القرطبیؒ متوفی ۶۵۶ھ کے متعلق ماقبل میں گزرا۔ اس بات کی صراحت خود امام نوویؒ نے بھی کی ہے کہ "مجھ سے پہلے بھی عنوانات لگائے گئے تھے؛ لیکن بعض سے مقصود ادا نہیں ہوتا تھا اور بعض کے الفاظ عمدہ نہ تھے؛ اس لیے میں نے یہ عنوانات قائم کیے ہیں، فرماتے ہیں:

"وقد ترجم جماعة أبوابه بتراجم بعضها جید و بعضها لیس بجید إما لقصورٍ فی عبارة الترجمة او لرکاکة فی لفظها وإما لغیر ذلك وأنا أحرص علی التعبیر عنها بعبارات تلیق بها فی مواطنها". (۳۶)

اس عبارت سے جہاں امام نوویؒ سے پہلے لگائے گئے تراجم ابواب کا پتہ چلتا ہے، یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ امام نوویؒ کی شرح میں موجود تمام عنوانات امام موصوف کے قائم کردہ نہیں ہیں؛ بلکہ سابقہ عنوانات میں موصوف نے جہاں ضرورت محسوس کی، وہاں تبدیلی کی ہے؛ کیونکہ بعض عنوانات کو امام مرحوم نے خود جیّد (عمدہ) کہا ہے اور ظاہر ہے کہ جب عنوان عمدہ ہو تو اس کے تبدیل کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ البتہ جن کے الفاظ عمدہ نہ تھے یا تعبیر میں نقص تھا، وہاں عنوان تبدیل کیا؛ اس لیے یہ کہا جاسکتا ہے کہ امام نوویؒ نے تمام عنوانات نہیں لگائے؛ بلکہ جہاں تبدیلی کی ضرورت محسوس کی، وہاں پر عنوان تبدیل کیا ہے۔

اس بات کی تائید دیگر شروحات میں موجود عنوانات سے بھی ہوتی ہے؛ کیونکہ ان کے بعض عنوانات اور امام نوویؒ کے قائم کردہ عنوانات میں اشتراک پایا جاتا ہے، مثلاً: "المفهم" میں "باب فضل مجالس الذکر، باب مایقول عند النوم وأخذ المضجع، باب فی الفتنة التی تموج کموج البحر، باب فی صفة الدجال وما یجیٔ معه من الفتن" کے ابواب علامہ ابوالعباس قرطبیؒ نے قائم کیے ہیں، یہ عنوانات امام نوویؒ کی کتاب میں بھی اسی طرح موجود ہیں اور ابوالعباس قرطبیؒ امام نوویؒ سے مقدم بھی ہیں۔ اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ تمام عنوانات امام موصوف کے نہیں؛ بلکہ سابقہ ابواب میں کچھ تبدیلی کی ہے۔

امام نوویؒ کے تراجم ابواب

امام نوویؒ تراجم ابواب کے قائم کرنے میں کس قدر کامیاب رہے، اس کے متعلق عرض کرنے سے پہلے یہ بتانا ضروری ہے کہ تراجم نوویؒ کو اللہ تعالیٰ نے قبولیت اس قدر عطا فرمائی کہ ان کے بعد تراجم ابواب کی نسبت عموماً انہیں کی طرف کی جاتی ہے۔

لیکن نفس عنوانات کے بارے میں یہ بات ملحوظ رہے کہ امام نوویؒ نے جو عنوانات قائم کیے ہیں، ان میں بسا اوقات فقہی مذہب کی طرف میلان پایا جاتا ہے، جس کی وجہ سے وہ بسا اوقات عبارتِ حدیث سے صرفِ نظر کرکے عنوان قائم کرکے کسی ایسے مسئلہ کو ثابت کرتے ہیں، جو اس میں موجود نہیں ہوتا۔ مثلاً حضرت وائل بن حجرؓ کی "وضع يده اليمنى على اليسرى" والی حدیث پر عنوان قائم کیا "باب وضع يده اليمنى على اليسرى بعد تكبيرة الاحرام تحت صدره فوق سرته ووضعهما فى السجود على الارض حذومنكبيه" اس حدیث میں کہیں پر "تحت صدره فوق سرته" کے الفاظ نہیں ہیں؛ لیکن باب میں اسے ذکر کیا ہے۔ (۳۷)

اسی طرح "باب استحباب تحية المسجد بركعتين وكراهة الجلوس قبل صلوتهما وانها مشروعة فى جميع الأوقات" کا عنوان (مسلم: ۱/۲۴۸) قائم کیا؛ حالانکہ "وإنها مشروعة فى جميع الأوقات" کتاب میں موجود دونوں روایتوں میں سے کسی میں نہیں ہے، اس قسم کی مثالیں امام نوویؒ کے عنوانات میں کافی موجود ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ بعض حضرات نے فرمایا کہ تراجم نوویؒ میں شافعیت کی بو ہے، جس سے امام مسلمؒ کے شافعی المسلک ہونے کا شبہ ہوتا ہے؛ جبکہ یہ بات درست نہیں، ملاحظہ ہو:

"تراجمه فيها نفس فقيه شافعي، ولعل هذا سبباً فى عد الإمام مسلم شافعي المذهب، وليس الأمر كذلك". (۳۸)

اسی وجہ سے علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کا قول بالکل درست ہے کہ "صحیح مسلم کے ابواب کا اب تک حق ادا نہ ہوسکا"

علامہ عثمانیؒ فرماتے ہیں:

"والإنصاف انه لم يترجم إلى اليوم بما يليق بشأن هذا المصنف الجليل". (۳۹)

اس کے علاوہ امام نوویؒ کے تراجم میں طوالت بھی بہت پائی جاتی ہے، جو بسا اوقات

اکتاہٹ کا ذریعہ بن جاتی ہے۔

تعیین ابواب کے بارے میں علامہ سیوطیؒ کی رائے

علامہ سیوطیؒ کی رائے یہ ہے کہ امام مسلمؒ کی کتاب کو بغیر عنوانات کے ویسے ہی چھوڑ دینا زیادہ بہتر ہے؛ تاکہ مصنف کی غرض برقرار رہے؛ چنانچہ فرماتے ہیں:

”وما يوجد فی نسخه من الأبواب مترجمة فليس من صنع المؤلف وإنما صنعه جماعة بعده وكان الصواب ترك ذلك“. (۴۰)

لیکن علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کی خواہش تھی کہ صحیح مسلم پر عنوانات قائم ہونے چاہئیں، یہی وجہ ہے کہ فرماتے ہیں:

”ولعل الله يوفق عبداً من عباده لما يؤدی حقه وبيده التوفيق“. (۴۱)

بلکہ انھوں نے خود عنوانات قائم کرنا شروع بھی کیے؛ لیکن شرح کی تکمیل سے پہلے ان کا انتقال ہوگیا، جس کی وجہ سے مکمل نہ کرسکے:

”وقد كانت للديوبندی جهود مشكورة فی تراجم هذا الصحيح، فقد أجاد فيها، وزاد علی النووی زيادات حسنة وأبقی علی البعض إلّا أن المنية اخترمته قبل تمام الكتاب ولعله رجا أن يكون ذلك العبد الذی تحدث عنه فی عبارته السابقة“. (۴۲)

اللہ کرے کہ کوئی دوبارہ مختصر اور عمدہ الفاظ میں خوش اسلوبی کے ساتھ صحیح مسلم کو عنوانات سے مزین کرکے اس کمی کو پورا کردے۔ آمین

خلاصۂ بحث:

اس بحث سے یہ حقیقت معلوم ہوتی ہے کہ صحیح مسلم کے ابواب امام مسلمؒ نے خود قائم نہیں کیے، یہ ممکن ہے کہ کتب کے عنوانات انھوں نے قائم کیے ہوں؛ لیکن ذیلی عنوانات امام مسلمؒ کے بجائے دیگر کئی حضرات نے قائم کیے ہیں، جن میں قاضی عیاضؒ، علامہ ابوالعباس قرطبیؒ، امام نوویؒ وغیرہ شامل ہیں اور ہمارے ہاں متداول نسخوں میں عنوانات امام نوویؒ نے قائم کیے ہیں؛ لیکن تمام عنوانات ان کے نہیں ہیں؛ بلکہ سابقہ عنوانات میں تبدیلی کی ہے؛ البتہ اب بھی اس بات کی ضرورت ہے کہ صحیح مسلم کی احادیث پر مختصر اور عمدہ الفاظ میں عنوانات قائم کیے جائیں۔

حوالہ جات:

۱- تفسیر البغوی، سورۃ الإسراء، آیت: ۵۵، ۱۲۰/۳، ط: دارالمعرفۃ بیروت، روح المعانی، سورہ آل عمران: ۳، ۷۷/۳، ط: مکتبہ امدادیہ، ملتان۔

۲- الاتقان فی علوم القرآن للسیوطی، فصل فی أسماء السور: ۵۲/۱، ط: سہیل اکیڈمی۔

۳- تاریخ القرآن وغرائب رسمہ، الفصل الرابع فی ترتیب آیات القرآن وسورہ: ۷۵، ط: مصطفٰی البابی مصر۔

۴- سنن الدارمی، کتاب الدیات، باب الدیۃ فی قتل العمد: ۱۸۸/۲، ط: داراحیاء السنۃ النبویۃ۔

۵- سنن أبی داوٗد، کتاب الزکوٰۃ، باب فی زکوٰۃ السائمۃ: ۳۱۹/۲، ط: مؤسسۃ الریان بیروت۔

۶- سنن الدارمی، کتاب الدیات، باب لا یقتل مسلم بکافر: ۱۹۰/۲، ط: داراحیاء السنۃ النبویۃ۔

۷- تبییض الصحیفۃ، الإمام ابوحنیفہ أول من دوّن علم الشریعۃ: ۱۲۹، ط: ادارۃ القرآن کراچی۔

۸- البحر الذی زخر فی شرح الفیۃ الاثر للسیوطی: ۵۵۶/۲، ط: مکتبہ الغرباء الاثریہ۔

۹- البحر الذی زخر فی شرح ألفیۃ الأثر للسیوطیؒ: ۵۵۶/۲، ط: مکتبۃ الغرباء الاثریۃ

۱۰- مقدمۃ المحقق لإکمال المعلم، کتاب الإکمال وقیمتہ العلمیۃ: ۲۴/۱، ط: دار الوفاء۔

۱۱- إکمال المعلم، کتاب الطہارۃ، باب التطییب بعد الغسل من الجنابۃ: ۱۶۰/۲، ط: دار الوفاء۔

۱۲- سباحۃ الفکر فی الجہر بالذکر: ص: ۱۹، مجموعۃ رسائل اللکنوی: ۴۷۵/۳، ط: ادارۃ القرآن کراچی۔

۱۳- الامام مسلم بن الحجاج ومنہجہ فی الصحیح: ۳۸۸/۱، ط: دار الصمیعی۔

۱۴- (ایضاً)

۱۵- رجال صحیح مسلم لابن منجویہ: ۳۰/۱، ط: دارالمعرفۃ بیروت۔

۱۶- رجال صحیح مسلم لابن منجویہ: ۱۰۹/۱، ط: دارالمعرفۃ بیروت۔

۱۷- الإمام مسلم بن الحجاج ۳۹۰/۱ - ۳۹۱، ط: دار الصمیعی۔

۱۸- مقدمۃ النووی علی شرح صحیح مسلم، فصل فی بیان عدد احادیث البخاری ومسلم دون المکرّرات: ۱۳۸/۱، ط: دار المعرفۃ۔

۱۹- مقدمۃ فتح الملہم، تراجم صحیح مسلم، ص: ۲۴۷، ط: مکتبۃ الحجاز ناظم آباد، کراچی۔

۲۰- إکمال المعلم: ۱۶۰/۲، ط: دار الوفاء۔

۲۱- مقدمۃ المحقق لإکمال المعلم: ۲۴/۱، ط: دار الوفاء۔

۲۲- ایضاً: ۴۰/۱ - ۴۱، ط: دار الوفاء۔

۲۳- صیانۃ صحیح مسلم من الإخلال والغلط ... لابن الصلاح ۳۲، ط: دار الکتب العلمیۃ۔

۲۴- النکت الوفیۃ للإمام البقاعی: ۱۱۹/۱، ط: مکتبۃ الرشد۔

۲۵- البحر الذی زخر فی شرح الفیۃ الاثر: ۵۴۶/۲، ط: مکتبۃ الغرباء الاثریۃ۔

۲۶- توضیح الأفکار: ۴۶/۱، ط: مطبعۃ السعادۃ، مصر ۱۳۶۶ھ۔

۲۷- مقدمہ اکمال المعلم للقاضی عیاض: ۸۰/۱، ط: دار الوفاء۔

۲۸- البحرالذی زخر: ۳/۲ ۵۵۳، ط: مکتبۃ الغرباء الأثریہ۔

۲۹- ظفرالأمانی بشرح مختصر السید شریف جرجانی: ۱۲۵، ط: مکتب المطبوعات الاسلامیۃ، حلب۔

۳۰- الدیباج علی صحیح مسلم بن الحجاج: ۴۰/۱، ط: ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیۃ، کراچی۔

۳۱ - مقدمۃ المحقق لإکمال المعلم: ۲۴/۱، ط: دارالوفاء۔

۳۲- الإمام مسلم ابن الحجاج ۳۸۸/۱، ط: دارالصیمعی۔

۳۳- البحرالذی زخر: ۵۶۴/۲، ط: مکتبۃ الغرباء الاثریۃ مدینہ منورہ۔

۳۴- کشف الظنون، الجامع الصحیح: ۵۵۷/۱، ط: مکتبۃ المثنی، بغداد۔

۳۵- ایضاً: ۵۵۶/۱، ط: مکتبۃ المثنی، بغداد۔

۳۶ - مقدمہ النوویؒ علی شرح مسلم، فصل فی بیان عدد احادیث البخاری ومسلم دون المکرّرات: ۱۳۸/۱، ط: دارالمعرفۃ۔

۳۷- صحیح مسلم: ۱۷۳/۱، ط: قدیمی کتب خانہ، کراچی۔

۳۸- الامام مسلم بن الحجاج ومنہجہ فی الصحیح: ۳۸۶/۱، ط: دارالصمیعی۔

۳۹ - مقدمہ فتح الملہم، تراجم صحیح مسلم: ۲۴۷، ط: مکتبۃ الحجاز، کراچی۔

۴۰- الدیباج علی صحیح مسلم بن الحجاج: ۴۰/۱، ط: ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیۃ۔

۴۱- مقدمۃ فتح الملہم، تراجم صحیح مسلم: ۲۴۷، ط: مکتبۃ الحجاز، کراچی۔

۴۲- الإمام مسلم بن الحجاج ۳۸۷/۱، ط: دارالصمیعی۔

❁ ❁ ❁